علی مولا

علامہ غلام مصطفی ظہیر امن پوری حفظہ اللہ

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۸۴۹۔۹۱۱ھ) نے حدیث: ((من كنت مولاه ، فعلىّ مولاه)) کو متواتر قرار دیا ہے۔

(قطف الازهار المتناثرة فى الاحاديث المتواترة للسيوطى : ص ٢٧٧)

امام ابنِ شاہین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هذا حديث غريب صحيح ، وقد روى حديث غدير خم عن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم نحو مأة نفس ، وفيهم العشرة ، وهو حديث ثابت ، لا أعرف له علّة .

''یہ حدیث غریب صحیح ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غدیرِخم والی حدیث قریباً سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان کی ہے۔ان میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔اس حدیث میں کوئی علت نہیں۔''

(مذاهب اهل السنة لابن شاهين : ٨٧)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **فله طرق جيّدة .**

''اس کی سندیں عمدہ ہیں۔''(تذكرة الحفاظ للذهبى : ١٦٤/٣)

یہ حدیث درج ذیل صحابہ کرام سے مروی ہے:

① سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (مسند البزار : ٦٣٢، وسندهٔ حسنٌ، خصائص على للنسائى : ٨٥، وسندهٔ حسنٌ ، مسند الامام احمد : ٣٧٠/٤، وسندهٔ صحيحٌ ، وصححه ابن حبان : ٦٩٣١، زوائد مسند الامام احمد بن حنبل : ١٥٢/١، زوائد فضائل الصحابة : ١٢٠٦، وسندهٔ حسنٌ، مسند الامام احمد : ٣٦٦/٥، وسندهٔ صحيحٌ ، وقال ابن

كثير فى البداية والنهاية (٢١٠/٥): وهذا اسناد جيد ، خصائص على للنسائى : ٨٧، وسندهٗ صحيحٌ)

② **سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ** (السنة لابن ابى عاصم : ١٣٧١، وسندهٗ حسنٌ)

③ **سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ** (السنة لابن ابى عاصم : ١١٨٩، مسند البزار : ١٠٢٣، خصائص على للنسائى : ٩، ٩٤، ٩٥، وسندهٗ حسنٌ ، وصححه الضياء فى المختارة : ٩٣٧)

اس کا راوی موسیٰ بن یعقوب زمعی جمہور محدثین کے نزدیک ''حسن الحدیث'' ہے۔

① **امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:** **ثقة .** **''یہ ثقہ ہے۔''**

(تاريخ يحيى بن معين : ٦٧٢)

② **امام ابنِ شاہین رحمہ اللہ نے بھی ثقہ کہا ہے۔**(تاريخ الثقات لابن شاهين : ١٣٤٩)

③ **امام ابنِ عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

غير ما ذكرت أحاديث حسان ، وهو عندى لا بأس به وبرواياته .

''مذکورہ روایات کے علاوہ اس کی احادیث حسن ہیں۔ میرے نزدیک اس میں اور اس کی روایات میں کوئی خرابی نہیں۔'' (الكامل فى ضعفاء الرجال لابن عدى : ٣٤٣/٦)

④ **امام ابنِ حبان رحمہ اللہ نے ثقہ کہا ہے۔**(الثقات لابن حبان : ٤٥٨/٧)

⑤ **ابن القطان فاسی نے بھی ثقہ قرار دیا ہے۔**(تهذيب التهذيب : ٣٣٧/١٠)

⑥۔⑪ **امام ابن الجارود (١٠٦٥)، امام ابنِ خزیمہ (٤١٩)، امام حاکم (١٣٣/٢۔١١٤)، حافظ ذہبی، حافظ ضیاء مقدسی (المختارۃ:١٣٠٧) اور حافظ نووی (الاذکار:١٨٩) رحمہم اللہ نے اس کی حدیث کی تصحیح کر کے ضمنی توثیق کی ہے۔**

⑫ **امام عبد الرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ نے اس سے روایت لی ہے وہ اپنے نزدیک ثقہ سے روایت لیتے ہیں**

⑬۔⑮ **امام ترمذی رحمہ اللہ (٤٨٤)، حافظ بغوی رحمہ اللہ (٦٨٦) اور حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ (فتح الباری : ٣١٣/١،**

المطالب العالیۃ: ۴۳۲۳) نے اس کی حدیث کو ''حسن'' کہہ کر اس کی توثیق کی ہے۔

⑯ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے اُسے ثقہ کہا ہے۔(مجمع الزوائد : ۱۰۷/۹)

نیز فرماتے ہیں: وثّقه جماعة . ''اسے محدثین کی ایک جماعت نے ثقہ قرار دیا ہے۔''(مجمع الزوائد : ۳۸/۹)

⑰ حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **الزمعیّ صدوق ، قال شیخنا الذهبی : وهذا حدیث حسن غریب .** ''زمعی صدوق راوی ہے۔ ہمارے شیخ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔''(البداية والنهاية لابن كثير : ۲۱۲/۵)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے اپنی کتاب من تكلّم فيه وهو موثّق (ایسے راویوں کا بیان جن میں کلام کی گئی ہے، لیکن وہ ثقہ ہیں) میں ذکر کرکے ''صالح الحدیث'' کہا ہے۔

امام علی بن المدینی رحمہ اللہ کا اس کے بارے میں ''ضعیف الحدیث'' اور ''منکر الحدیث'' کہنا ثابت نہیں ہو سکا۔ ثابت ہونے کی صورت میں جمہور کے مقابلے میں نا قابل التفات ہوگا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا اس کے متعلق **لا يعجبنى حديثه** (مجھے اس کی حدیث اچھی نہیں لگتی) کہنا (تہذیب التہذیب لابن حجر: ۱۰/ ۳۳۷) بھی ثابت نہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ (العلل: ۱۱۳/۵) نے اس کے بارے میں **لا يحتجّ به** اور امام نسائی رحمہ اللہ (الضعفاء: ۵۵۳) نے **ليس بالقوىّ** کہا ہے۔ یہ جمہور کی توثیق کے خلاف ہونے کی وجہ سے قبول نہیں۔

باقی حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا ''مختصر المستدرک'' (۲/ ۳۴۸) میں اسے **ليس بذاك** اور ''الکاشف'' (۳/ ۱۶۸) میں **فيه لين** کہنا، نیز حافظ منذری (مختصر السنن: ۸۶/۴) کا **فيه مقال** اور حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ (تقریب التہذیب: ۷۰۲۶) کا اسے **سیّء الحفظ** کہنا جمہور محدثین اور ان کی اپنی تحقیق کے بھی خلاف ہے۔

لہٰذا حافظ عراقی رحمہ اللہ (المغنی:۳/۸۳) کا اس کے بارے میں ضعّفه الجمهور کہنا بھی صحیح نہ ہوا۔

④ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (مسند الامام احمد : ۱/۳۳۰۔۳۳۱، السنة لابن ابی عاصم : ۱۳٦۱، خصائص علی للنسائی : ۲٤، وسندهٔ حسنٌ ، وقال الحاکم (۱۳٤/۳): صحیح الاسناد)

((من كنت مولاه ، فعليّ مولاه)) کا مطلب

مولیٰ کے معنیٰ دوست اور محبّ کے ہیں، نہ کہ امام، حاکم اور امیر کے، جیسا کہ ریاح بن حارث کہتے ہیں:

جاء رهط إلى عليّ بالرحبة ، فقالوا : السلام عليكم يا مولانا ! فقال : كيف أكون ملاكم وأنتم قوم عرب ؟ قالوا : سمعنا رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول : ((من كنت مولاه ، فإنّ هذا مولاه)) ، قال رياح : فلمّا مضوا تبعتهم ، فسألت : من هؤلاء ؟ قالوا : نفر من الأنصار ، فيهم أبو أيّوب الأنصاريّ .

''رحبہ میں ایک گروہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: السلام علیکم اے ہمارے مولیٰ! فرمایا: میں مولیٰ کیسے؟، حالانکہ آپ عرب ہو؟ انہوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جس کا میں مولیٰ، اس کا (علی رضی اللہ عنہ) بھی مولیٰ ہے۔ ریاح کہتے ہیں: ان کے جانے کے بعد میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: یہ کون تھے؟ کہا: یہ انصار کے لوگ تھے۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی ان میں ہیں۔''

(مصنف ابن ابی شیبة : ۱۳/٦۰، مسند الامام احمد : ٥/٤۱۹، السنة لابن ابی عاصم : ۱۳٥٥، معجم الصحابة للبغوی : ۱۸۲۲، المعجم الکبیر للطبرانی : ٤۰٥۲، ٤۰٥۳، الشریعة للآجری : ۱٥۱۷، وسندهٔ صحیحٌ)

① ملاحظہ فرمائیں کہ لوگوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ''مولانا'' کہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے عجیب محسوس کیا۔ دلیل سن کر خاموش ہو گئے۔ ثابت ہوا کہ مولیٰ کا معنیٰ امام یا حاکم خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک صحیح نہیں۔ اہل بیت بھی اسے درست نہیں سمجھتے تھے۔ وہ عرب تھے اور عربی زبان کی فصاحت سے خوب آگاہ تھے۔

② مولیٰ کے متعدد معانی ہیں، جیسا کہ امام ابنِ عبدالبر رحمہ اللہ (۳٦۸۔٤٦۳ھ) فرماتے ہیں:

وأمّا قوله صلّى اللّه عليه وسلّم : ((من كنت مولاه ، فعليّ مولاه)) فيحتمل للتأويل لأنّ المولى يحتمل وجوها فى اللغة ، أصحّها أنّه الوليّ والناصر ، وليس فى شيء منها ما دلّ على أنه استخلفه بعدهٗ ، ولا ينكر فضل عليّ مؤمن ، ولا يجهل سابقته وموضعه من رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ومن دين اللّٰه عالم ، وقد ثبت عنه رضى اللّٰه عنه أنّه فضّل أبا بكر على نفسه من طرق صحاح ، وقال : خير الناس بعد رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم أبو بكر ، ثمّ عمر ، وحسبک بهذا منه رضى اللّٰه عنه .

''فرمان رسول ﷺ ((من كنت مولاه ، فعليّ مولاه)) کے لغت عرب میں کئی معانی ہیں، ۔دوست اور مددگار اصح اور راجح ہے ۔مولی کے کسی معنی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کیا۔کسی مومن کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت سے انکار نہیں،کون ہے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اسلام میں سبقت ، نگاہ رسول ﷺ اور دین میں آپ کے مقام ومرتبہ سے ناواقف ہو۔صحیح آثار سے ثابت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے آپ پر فضیلت دی اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سے سب سے بہتر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہی وضاحت کافی ہے۔''

(التمهيد لما فى الموطا من المعانى والاسانيد لابن عبد البر : ۱۳۲/۲۲)

علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ (۵۴۴۔۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

تكرّر ذكر المولى فى الحديث ، وهو اسم يقع على جماعة كثيرة ، فهو الربّ ، والمالک ، والسيّد والمنعم، والمعتق، والناصر ، والمحبّ، والتابع، والجار، وابن العمّ ، والحليف ، والعقيد ، والصهر ، والعبد ، والمعتق، والمنعم عليه ، وأكثرها قد جاء ت فى الحديث ، فيضاف كلّ واحد إلى ما يقتضيه الحديث الوارد فيه ، وكلّ من ولى أمرا أو قام به ، فهو مولاه ووليه ، وقد تختلف مصادر هذه الأسماء ، فالولاية بالفتح ، فى النسب والنصرة والمعتق ، والولاية بالكسر ، فى

الإمارة ، والولاء ، المعتق ، والموالاة من والى القوم .ومنه الحديث : ((من كنت مولاه ، فعليّ مولاه)) يحمل (في الهروى : قال أبو العبّاس : أى من أحبّني وتولّانى فليتولّه ، وقال ابن الأعرابيّ : الولي : التابع المحبّ ، على أكثر الأسماء المذكورة .

''لفظ مولیٰ حدیث میں کئی بار آیا ہے۔ یہ لفظ بہت سی چیزوں پر بولا جاتا ہے۔اس کا اطلاق ربّ، مالک، سردار، محسن، آزاد کرنے والے آقا، محبّ، تابع، پڑوسی، چچازاد، معاہد، حلیف، سسرالی رشتہ دار، غلام، آزاد کردہ غلام اور اس شخص پر کیا جاتا ہے جس پر کوئی احسان کیا گیا ہو۔ جو شخص کسی کام کا ذمہ دار بنے اور اس کا اہتمام کرے، وہ اس کا مولیٰ اور ولی ہوتا ہے۔ بسا اوقات ان اسماء کے مصادر مختلف ہو جاتے ہیں۔ فتح کے ساتھ وَلایۃ نسب، نصرت اور آزادی میں ہوتی ہے۔ کسرہ کے ساتھ وِلایت امارت، ولاء، آزادی میں ہوتی ہے۔ موالاۃ والیٔ قوم کی ہوتی ہے۔ حدیث میں جو آیا ہے کہ ((من كنت مولاه ، فعلّي مولاه)) ، ہروی میں ہے کہ ابو العباس نے کہا: اس سے مراد یہ کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور میری دوستی اختیار کی، اسے چاہیے کہ وہ اُن (علی رضی اللہ عنہ) کو بھی دوست بنائے۔ ابن الاعرابی نے کہا ہے کہ ولی، تابع اور محبّ کو کہتے ہیں۔'' (النهاية فى غريب الحديث لابن الاثير : ٥/٢٢٥)

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ (٦٦١ ـ ٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

وفى الجملة فرق بين الوليّ والمولى ونحو ذلك وبين الوالى ، فباب الولاية التى هى ضدّ العداوة شيء ، وباب الولاية التى هى الإمارة شيء ، والحديث إنّما هو فى الأولى دون الثانية ، والنبى صلّى الله عليه وسلّم لم يقل : من كنت واليه فعلى واليه ، وإنّما اللفظ : ((من كنت مولاه ، فعليّ مولاه)) ، وأمّا كون المولى بمعنى الوالى فهذا باطل ، فإنّ الولاية تثبت من الطرفين ، فإنّ المؤمنين أولياء الله ، وهو مولاهم .

حاصل کلام یہ ہے کہ ولی، مولیٰ اور والی وغیرہ میں فرق ہے۔ عداوت کی ضد ولایت اور چیز ہے، جبکہ امارت کے معنیٰ میں ولایت اور چیز ہے۔ حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے ولایت کا جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ پہلا (عداوت کی

ضد) ہے، نہ کہ دوسرا (امارت کے معنیٰ میں)۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ جس کا میں والی ہوں، اس کا علی والی ہے ، بلکہ حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، علی اس کا مولیٰ ہے۔ اس حدیث میں مولیٰ کا معنیٰ والی کرنا باطل ہے، کیونکہ ولایت دونوں طرف سے ثابت ہوتی ہے، جیسا کہ مؤمن اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ولی ہے۔"

(منهاج السنة النبوية لابن تيمية : ٣٢١/٧، ٣٢٤)

امام اللغۃ والنحو والادب والانساب محمد بن زیاد ابن الاعرابی ابو عبداللہ الہاشمی رحمہ اللہ (۱۵۰۔۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

والمولى ابن العمّ ، والمولى المُعْتِق ، والمولى المُعْتَق ، والمولى الجار ، والمولى الشريک ، والمولى الحليف ، والمولى المحبّ ، والمولى اللوى ، والمولى الوليّ ، ومنه قول النبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم : ((من كنت مولاه فعليّ مولاه)) ، معناه من تولّانى فليتولّ عليّا ، قال ثعلب : وليس هو كما تقول الرافضة : إنّ عليّا مولى الخلق ومالكهم ، وكفرت الرافضة فى هذا لأنّه يفسد من باب المعقول لأنّا رأيناه يشترى ويبيع ، فإذا كانت الأشياء ملكه فمن من يشترى ويبيع ، ولكنه من باب المحبّة والطاعة .

"چچازاد، آزاد کرنے والے، آزاد ہونے والے، کاروباری ساجھی، معاہدہ کرنے والے، محبت کرنے والے، باا ثر اور دوست سب کو مولا کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ((من كنت مولاه فعليّ مولاه)) (جس کا میں دوست ہوں، اس کا علی (رضی اللہ عنہ) بھی دوست ہے)۔ یعنی جو مجھ سے محبت رکھتا ہے، وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی محبت رکھے۔ ثعلب کہتے ہیں: رافضیوں کا یہ کہنا درست نہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پوری مخلوق کے مولا، یعنی مالک ہیں۔ رافضی اس مسئلہ میں کفر کے مرتکب ہیں۔ یہ بات تو عقلی اعتبار سے بھی غلط ہے کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خرید وفروخت کرتے تھے۔ جب تمام چیزیں اُن کی ملکیت تھیں تو خرید وفروخت کیسی؟ مذکورہ حدیث میں لفظِ مولا محبت اور دوستی کے باب سے ہے۔"

(تاریخ ابن عساکر : ٢٣٨/٤٢، وسندہٗ صحیحٌ)

نبیِ اکرم ﷺ افصح العرب تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے **عليّ خليفتي من بعدي**

نہیں فرمایا۔ بہت سارے معانی کا محتمل لفظ مولیٰ ان کے لیے استعمال فرمایا ہے۔

جیسا کہ شیعہ امام حسین نوری طبرسی (م۱۳۲۰ھ) نے لکھا ہے:

لم یصرّح النبیّ لعلیّ بالخلافة بعدهٔ بلا فصل فی یوم غدیر خم ، وأشار إلیها بکلام مجمل مشترک بین معان یحتاج فی تعیین ما هو المقصود منها إلی قرائن .

''نبیِ اکرم ﷺ نے غدیرخم والے دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلا فصل ہونے کی صراحت نہیں فرمائی ، بلکہ اس کی طرف ایسے مجمل اور مشترک معانی والی کلام کے ساتھ اشارہ کیا ہے، جس کے مقصود کی تعیین کے لیے قرائن کی ضرورت ہے۔''

(فصل الخطاب للطبرسی : ص ۲۰۵۔۲۰۶)

فضیل بن مرزوق بیان کرتے ہیں:

سمعت الحسن بن الحسن ، وسأله رجل : ألم یقل رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم : ((من کنت مولاه ، فعلیّ مولاه)) قال لی : بلی واللّٰه ، لو یعنی بذلک رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم الإمارة والسلطان ، لأفصح لهم بذلک ، فإنّ رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم کان أنصح للمسلمین ، فقال : یا أیها الناس ، هذا ولیّ أمرکم والقائم علیکم من بعدی ، فاسمعوا له وأطیعوا ، واللّٰه لئن کان اللّٰه ورسوله اختار علیّا لهذا الأمر وجعله القائم به للمسلمین من بعده ، ثمّ ترک علیّ ما أمر اللّٰه ورسوله ، لکان علیّ أول من ترک أمر اللّٰه ورسوله .

''میں نے حسن بن حسن کو سنا، ان سے ایک آدمی نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، اس کے علی بھی مولیٰ ہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! لیکن اگر رسول اللہ ﷺ کی مراد امارت وخلافت ہوتی تو آپ ﷺ اس کی وضاحت فرما دیتے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے لئے سب سے بڑھ کر خیر خواہ تھے۔ آپ ﷺ یوں فرما دیتے کہ لوگو! یہ میرے بعد آپ کے معاملات کے ذمہ دار ہوں گے اور آپ پر خلیفہ ہوں

گے، لہٰذا ان کی سمع واطاعت کرنا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ ورسول نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لیے منتخب کیا ہوتا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد مسلمانوں کا حکمران بنایا ہوتا اور پھر علی رضی اللہ عنہ نے (ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت کی بیعت کرکے) اللہ ورسول کے حکم کو چھوڑ دیا ہوتا تو ماننا پڑے گا کہ اللہ ورسول کے حکم کو سب سے پہلے چھوڑنے والے سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے (معلوم ہوا کہ حدیث میں خلافت وامارت کی بات ہی نہیں، بلکہ محبت ومودّت کا تذکرہ ہے)۔''

(الاعتقاد للبیہقی : ص ٤٩٩، وسندہٗ صحیحٌ)

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

ولو كان الأمر كما يقولون أنّ اللّٰه ورسوله اختار عليًا لهذا الأمر وللقيام به على الناس بعد رسول اللّٰه صلى الله عيه وسلم ، إن كان عليّ لأعظم الناس خطيّة وجرما فى ذلك ، إذ ترك أمر رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم كما أمره ، أو يعذر فيه إلى الناس ، قال : فقال الرافضى : ألم يقل رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم لعليّ : ((من كنت مولاه ، فعليّ مولاه ، فقال : أما واللّٰه إنّ رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم إن كان يعنى بذلك الإمرة والسلطان والقيام على الناس بعده ، لأفصح لهم بذلك ، كما أفصح لهم بالصلاة والزكاة وصيام رمضان وحجّ البيت ، ولقال لهم : إنّ هذا وليّ أمركم من بعدى ، فاسمعوا له وأطيعوا ، فما كان من وراء هذا شيء ، فإنّ أنصح الناس كان للمسلمين رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم .

''اگر معاملہ اس طرح ہوتا، جس طرح روافض کہتے ہیں کہ اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلافصل منتخب کیا تھا، تو سب سے بڑی غلطی اور جرم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا تھا کہ انہوں نے اللہ ورسول کے حکم پر عمل نہیں کیا، یا لوگوں کو عذر پیش کرتے۔ ایک رافضی نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ نہیں کہا تھا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، علی اس کا مولیٰ ہیں۔ حسن بن حسن رحمہ اللہ نے کہا: اگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد خلافت وامارت ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی وضاحت کر دیتے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی وضاحت کی ہے اور فرما دیتے کہ میرے بعد یہ ذمہ

دار ہیں، لہٰذا ان کی سمع واطاعت کرنا۔ اس میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ رسولِ اکرم ﷺ مسلمانوں کے سب سے بڑھ کر خیر خواہ تھے۔''

(الاعتقاد للبیہقی : ص ۵۰۰، جزء ابن عاصم : ۴۵، الطبقات الکبریٰ لابن سعد : ۳۱۹/۵۔۳۲۰،وسندہٗ صحیحٌ)

لفظِ مولیٰ کی یہ وضاحت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پوتے حسن بن حسن کی ہے۔

خود امام بیہقی رحمہ اللہ (۳۸۴۔۴۵۸ھ) حدیثِ مولیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں:

فليس فيه إن صحّ إسناده نصّ على ولاية عليّ بعده ، فأراد النبيّ صلّى الله عليه وسلّم أن يذكر اختصاصه به ومحبّته إيّاه ، ويحثّهم على محبّته وموالاته ، وترك معاداته ، والمراد ولاء الإسلام ومودّته ، وعلى المسلمين أن يوالى بعضهم بعضا ، ولا يعادى بعضهم بعضا ، وهو فى معنى ما ثبت عن عليّ رضى الله عنه أنّه قال : والذى فلق الحبّة وبرأ النسمة إنّه لعهد النبيّ صلّى الله عليه وسلّم إليّ أنّه لا يحبّنى إلّا مؤمن ، ولا يبغضنى إلّا منافق .

''اگر اس کی سند صحیح ہو تو اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کی کوئی نص نہیں۔ نبیِ اکرم ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی خصوصیت و محبت کا ذکر کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو ان سے محبت و موالات کرنے اور ان سے عداوت کو ترک کرنے پر ترغیب دے رہے ہیں۔ یہاں مراد اسلام کا تعلق اور اسلام کی محبت ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت رکھیں اور ایک دوسرے سے دشمنی نہ کریں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ صحیح حدیث میں یہی معنیٰ بیان ہوا ہے کہ اس ذات کی قسم، جس نے دانے کو پھاڑا اور جان کو پیدا کیا! مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک وعدہ دیا تھا کہ مجھ سے کوئی مؤمن ہی محبت کرے گا اور مجھ سے عداوت کوئی منافق ہی رکھے گا۔''(الاعتقاد للبیہقی : ص ۵۰۰)

امام ابنِ حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یوں باب باندھا ہے:

ذكر البيان بأنّ عليّ بن أبى طالب رضى الله عنه كان ناصر كلّ من ناصرهٗ رسول الله صلّى

اللّٰہ علیہ وسلّم .

''اس بات کا بیان کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہر اس شخص کے دوست ومددگار رہیں، جس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوست ومددگار تھے۔'' (صحیح ابن حبان : ۳۷٤/۱۵)

امام ابونعیم الاصبہانی رحمہ اللہ (۳۳۶۔۴۳۰ھ) فرماتے ہیں:

فإذا احتجّ بالأخبار وقال : قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم : ((من کنت مولاہ ، فعلیّ مولاہ)) قیل لہ : مقبول عنک ، ونحن نقول : وھذہ فضیلۃ بیّنۃ لعلیّ بن أبی طالب علیہ السلام ، ومعناہ : من کان النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم مولاہ ، فعلیّ والمؤمنون موالیہ .

''جب کوئی رافضی (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے پر) احادیث سے دلیل لے اور کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، اس کے علی بھی مولیٰ ہیں۔ تو اس سے کہا جائے گا کہ آپ کی یہ بات قبول ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی واضح فضیلت ثابت ہورہی ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس کے دوست ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور مؤمنین اس کے دوست ہیں۔''

(الامامۃ والرد علی الرافضۃ لابی نعیم الاصبہانی : ص ۲۱۷۔۲۰۰)

③ حدیثِ مولیٰ سے خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا خلافت پر استدلال کرنا ثابت نہیں۔ اگر یہاں مولیٰ کا معنیٰ خلیفہ یا حاکم ہوتا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو اس کو برملا پیش کرتے۔

④ پہلے موالاۃ (دوستی) کا ذکر کیا گیا ہے، مقابلے میں عداوت (دشمنی) کا ذکر کیا گیا ہے، جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں:

((من کنت ولیّہ ، فھذا ولیّہ ، وإنّ اللّٰہ یوالی من والاہ ، ویعادی من عاداہ))

''جس کا میں دوست ہوں، اس کے علی بھی دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت کرے گا، جو ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے عداوت رکھے گا، اس سے اللہ تعالیٰ بھی دشمنی کرے گا''۔

(خصائص علی للنسائی : ۹، ۹٤، ۹٥، السنة لابن ابی عاصم : ۱۱۸۹، مسند البزار : ۱۰۲۳،وسندهٗ حسنٌ)

یہ واضح قرینہ ہے کہ ولی سے مراد دوست اور محبّ وناصر ہے، کیونکہ دوستی کے مقابلے میں دشمنی کا ذکر فرمایا اور موالات کی ضد عداوت ہے۔

❁ ❁❁❁ ❁❁❁